Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

فون ۳۴۹

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

The Daily ALFAZL RABWAH

قیمت فی پرچہ ۲۵ پیسے

جلد ۶۳/۲۸	۲۸ شعبان ۱۳۹۴ھ ۱۶ تبوک ۱۳۵۳ہش ۱۶ ستمبر ۱۹۷۴ء	نمبر ۲۱۲

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عشقِ الٰہی کے تمام لوازم میں سب انبیاء سے بڑھ کر افضل و اعلیٰ تھے

اِس لئے آپ پر جو وحی نازل ہوئی وہ تمام اوّلین و آخرین کی وحیوں سے اقویٰ و اکمل و ارفع و اتم ہے

(۱) "وحی الٰہی ایک ایسا آئینہ ہے جس میں خدائے تعالیٰ کی صفاتِ کمالیہ کا چہرہ حسب صفائی باطن نبی منزل علیہ کے نظر آتا ہے۔ اور چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنی پاک باطنی و انشراح صدری و عصمت و حیا و صدق و صفا و توکّل و وفا اور عشقِ الٰہی کے تمام لوازم میں سب انبیاء سے بڑھ کر اور سب سے افضل و اعلیٰ و اکمل و ارفع و اجلیٰ و اصفیٰ تھے اِس لئے خدائے جل شانہٗ نے ان کو عطرِ کمالاتِ خاصّہ سے سب سے زیادہ معطر کیا اور وہ سینہ و دل جو تمام اوّلین و آخرین کے سینہ و دل سے فراخ تر و پاک تر و معصوم تر و روشن تر و عاشق تر تھا وہ اسی لائق ٹھہرا کہ اس پر ایسی الٰہی وحی نازل ہو کہ جو تمام اوّلین و آخرین کی وحیوں سے اقویٰ و اکمل و ارفع و اتم ہو کر صفاتِ الٰہیہ کے دکھلانے کے لئے ایک نہایت صاف اور کشادہ اور وسیع آئینہ ہو۔ سو یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف ایسے کمالاتِ عالیہ رکھتا ہے جو اس کی تیز شعاعوں اور شوخ کرنوں کے آگے تمام صحفِ سابقہ کی چمک کالعدم ہو رہی ہے۔ کوئی ذہن ایسی صداقت نکال نہیں سکتا جو پہلے ہی سے اس میں درج نہ ہو۔ کوئی فکر ایسی بُرہانِ عقلی پیش نہیں کر سکتا جو پہلے ہی سے اس نے پیش نہ کی ہو۔ کوئی تقریر ایسا قوی اثر کسی دل پر ڈال نہیں سکتی جیسے قوی اور پُر برکت اثر لاکھوں دلوں پر وہ ڈالتا آیا ہے۔ وہ بلاشبہ صفاتِ کمالیہ حق تعالیٰ کا ایک نہایت مصفّٰی آئینہ ہے جس میں سے وہ سب کچھ ملتا ہے جو ایک سالک کو مدارجِ عالیہ معرفت تک پہنچنے کے لئے درکار ہے۔" (سُرمہ چشم آریہ صفحہ ۲۲-۲۳ حاشیہ)

(۲) "چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم افضل الانبیاء اور سب رسولوں سے بہتر اور بزرگ تر تھے اور خدائے تعالیٰ کو منظور تھا کہ جیسے آنحضرتؐ اپنے ذاتی جوہر کے رُو سے فی الواقعہ سب انبیاء کے سردار ہیں ایسا ہی ظاہری خدمات کے رُو سے بھی ان کا سب سے فائق اور برتر ہونا دنیا پر ظاہر ہو اور روشن ہو جائے اِس لئے خدائے تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کافہ بنی آدم کے لئے عام رکھا تا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی محنتیں اور کوششیں عام طور پر ظہور میں آویں۔ موسیٰؑ اور ابنِ مریمؑ کی طرح ایک خاص قوم سے مخصوص نہ ہوں اور تا ہر یک طرف سے اور ہر یک گروہ اور قوم سے تکالیفِ شاقہ اُٹھا کر اس اجرِ عظیم کے مستحق ٹھہر جائیں جو دوسرے نبیوں کو نہیں ملے گا۔" (براہین احمدیہ صفحہ ۶۳۱-۶۳۲)

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۱۶ تبوک۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ:-

طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے، الحمدللہ

احباب جماعت حضور ایدہ اللہ کی صحت و عافیت کے لئے خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں۔

اِس زمانہ میں حقیقی قربانی اور اس کا انعام

سیدنا مصلح موعود حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبہ فرمودہ ۱۹ اپریل ۱۹۴۴ء میں فرمایا:-

"اِس زمانہ میں حقیقی قربانی یہی ہے کہ انسان اسلام کے لئے اپنا مال اپنا وقت اور اپنے جذبات کو قربان کر دے۔ اور جب ساری جماعت میں یہ حالت پیدا ہو جائے اور ہر چھوٹا بڑا ہر امیر غریب اس قربانی کے لئے تیار ہو جائے جیسے رمضان سب امیروں اور غریبوں چھوٹوں اور بڑوں کے لئے یکساں ہوتا ہے تو پھر حقیقی عید آ سکتی ہے۔ جس طرح رمضان میں ہر ایک کو اپنی طاقت کے مطابق قربانی کرنی لازمی ہے تا عید آئے اسی طرح ماموروں کے زمانہ میں بھی ہر ایک کے لئے اپنی طاقت کے مطابق قربانی کرنا لازمی ہوتا ہے اور جو پیچھے رہتا ہے اس کا بوجھ ساری قوم پر پڑتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ جو سُست ہیں انکو آگے کیا جائے۔ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خلعت انعام بنا کر تیار کر رکھا ہے ضرورت صرف اِس امر کی ہے کہ ہم اس تالہ کے لئے جس کے اندر وہ ہے کنجی تیار کر لیں اور اپنے دلوں کو اس ہتھوڑے کے نیچے لے آئیں جس کی زد میں آنے سے وہ چابی تیار ہوتی ہے جس سے وہ تالہ کھلتا ہے اور وہ خلعت مسلمانوں کو مل سکتا ہے۔ اور ہمارے لئے حقیقی عید کا دن وہی ہوگا جب یہ خلعت حاصل ہو جائے گا۔ لیکن اگر یہ نہیں ملتا تو عید کا دن ہمارے لئے خوشی کا نہیں بلکہ موت کا دن ہوگا اور اگر ہم اس حقیقی عید کو نہ لا سکے تو ہم سے زیادہ ذلیل قوم اور کوئی نہ ہوگی ۔۔۔۔۔ اور کیسی بدنصیب ہوگی وہ قوم جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے عید کا دن مقدر کیا مگر وہ تھوڑی سی قربانی نہ کرنے کی وجہ سے اس عید کے دن کو پیچھے ڈالتی جائے اور اس دن کو حاصل کرنے میں سُستی کرتی جائے جس کے حاصل ہونے پر آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خوشی ہوگی اور تمام صلحاء اُمت کو خوشی ہوگی۔"

(خطبات محمود جلد اوّل صفحہ ۲۷۵)

پبلشر: مسعود احمد۔ پرنٹر: سید عبدالحی۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔ مقامِ اشاعت: دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ ربوہ
الفضل
مورخہ ۱۶؍ تبوک ۱۳۵۳ ہش

اللہ تعالیٰ کے پیار کی ایک خاص علامت

اللہ تعالیٰ کے پیار کی ایک خاص علامت یہ بھی ہوتی ہے کہ جہاں وہ اپنے پیاروں کو عظیم الشان نعماء سے نوازتا اور ان کے لئے خوارق اور معجزات ظاہر کرتا ہے وہاں وہ دنیا پر ان کے صبر و رضاء اور صدق وصفا کے اعلیٰ مقام کو آشکار کرنے کے لئے انہیں بعض بڑے بڑے صدمات اور نقصانات سے بھی دوچار کرتا ہے۔ یہ صدمات اور نقصانات ہر چند کہ تکلیف دہ ضرور ہوتے ہیں لیکن اپنی نوعیت اور نتائج کے لحاظ سے انعامات خداوندی کا ہی درجہ رکھتے ہیں کیونکہ یہ بالآخر ان کے لئے غیر معمولی ترقیات اور خارق عادت کامیابیوں پر منتج ہوئے بغیر نہیں رہتے۔ عام لوگوں (جو شامتِ اعمال کی وجہ سے مصائب میں مبتلا کئے جاتے ہیں) اور اللہ تعالیٰ کے ان خاص بندوں (جنہیں وہ ان کے باطنی اوصاف اور صدق و وفا کے جوہروں کو آشکار کرنے کے لئے صدمات کا تختۂ مشق بناتا ہے) میں ایک نمایاں فرق یہ ہوتا ہے کہ عام لوگ مصائب وارد ہونے پر روتے، جزع فزع کرتے اور چیختے چلاتے ہیں اور اس طرح اپنے لئے اس دنیا میں ہی ایک جہنم پیدا کر لیتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ کے خاص بندے مصائب کے وارد ہونے پر خوش ہوتے ہیں اور ان مصائب کو بھی برنگِ انعام دیکھتے ہیں اور ان کے دل اس یقین سے لبریز ہوتے ہیں کہ ان کا خدا انہیں ہرگز ضائع نہیں کریگا بلکہ ان کے نتیجہ میں ترقیات کے نئے دروازے کھول کر انہیں نئی عنایات اور نوازشات کا مورد بنائے گا۔ اس لئے وہ انجام کے بارہ میں قطعاً فکر مند نہیں ہوتے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ ان کا انجام بہرحال بہت شاندار ہوگا۔ وہ ان مصائب کے وارد ہونے پر بھی دم نقد بہشت میں ہوتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں پر آنے والے ابتلاؤں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ۗ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ۝ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۝ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ۝ (البقرہ آیات ۱۵۶ تا ۱۵۸)

ترجمہ:۔ اور ہم تمہیں کسی قدر خوف اور بھوک سے اور مالوں اور جانوں اور ثمرات کی کمی کے ذریعہ سے ضرور آزمائیں گے اور (اے رسول) تو ان صبر کرنے والوں کو خوشخبری سُنا دے جن پر جب بھی کوئی مصیبت آئے (گھبراتے نہیں بلکہ یہ) کہتے ہیں کہ ہم تو اللہ ہی کے ہیں اور اُسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر ان کے ربّ کی طرف سے برکتیں نازل ہوتی ہیں اور رحمت بھی اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں (یعنی انہیں کے لئے دینی اور دنیوی ترقیات مقدر ہیں)۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں پر پیار کے اسی خاص پہلو کا ذکر کرنے کے بعد ایمان لانے والوں میں سے ان لوگوں کو جو یہ سمجھتے ہیں کہ ان پر کوئی آزمائش نہیں آئے گی اور وہ محض زبانی طور پر ایمان لانے اور اپنے عمل سے اس کا ثبوت نہ دینے کے باوجود ترقی کرتے چلے جائیں گے خبردار فرمایا کہ وہ اس بھول میں نہ رہیں انہیں بہرحال آزمائشوں میں سُرخرو ہو کر اپنے صادق الایمان ہونے کا ثبوت دینا ہوگا بصورت دیگر ان کا ایمان کا دعویٰ جھوٹا ثابت ہوئے بغیر نہ رہے گا۔ چنانچہ فرماتا ہے:۔

أَحَسِبَ النَّاسُ أَن يُتْرَكُوا أَن يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ ۝ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۖ فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ ۝ (العنکبوت آیت ۳، ۴)

ترجمہ:۔ کیا (اس زمانہ کے) لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ان کا یہ کہہ دینا کہ ہم ایمان لے آئے ہیں کافی ہوگا اور وہ چھوڑ دئے جائیں گے اور ان کو آزمایا نہ جائیگا؟ حالانکہ جو (لوگ) ان سے پہلے گزر چکے ہیں ان کو ہم نے آزمایا تھا (اور اب بھی وہ ایسا ہی کرے گا) سو اللہ ظاہر کر دے گا ان کو بھی جنہوں نے سچ بولا اور ان کو بھی جنہوں نے جھوٹ بولا (یعنی ایمان کا جھوٹا دعویٰ کیا)۔

یہاں قابلِ غور بات یہ ہے کہ اگرچہ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا ہی ذکر کیا ہے جو ایمان لا چکے تھے لیکن ان کے لئے المومنون کا لفظ استعمال نہیں کیا بلکہ انہیں الناس قرار دیا ہے یعنی عام لوگ۔ یہ اس لئے کہ ایمان اُس وقت تک متحقق نہیں ہوتا جب تک کہ وہ ابتلاؤں اور آزمائشوں کی کسوٹی پر پُورا نہ اُترے۔ جو ابتلاؤں اور آزمائشوں میں پورے اُتر کر اپنے صدق و وفا کا عملی ثبوت مہیا کر دیتے ہیں عند اللہ وہی حقیقی مومن شمار ہوتے ہیں اور جو پُورے نہیں اُترتے وہ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں مومن نہیں ہوتے بلکہ اُن کا شمار الکٰذبین میں ہوتا ہے۔

اس کے معاً بعد اللہ تعالیٰ نے ابتلاؤں اور آزمائشوں میں پورے اُترنے والے حقیقی مومنوں اور پورے نہ اُترنے والے الناس کی علیحدہ علیحدہ ذکر کر کے اُن کے انجام پر روشنی ڈالی ہے اور علی الخصوص ابتلاؤں میں پُورے نہ اُترنے والوں اور مومنوں پر آنے والے ابتلاؤں کے دوران منکرینِ حق کے طرزِ عمل کو تفصیل سے واضح کر کے بتایا ہے کہ ایسے مواقع پر مومنوں کی نجات کس قسم کے عملی نمونہ میں مضمر ہوتی ہے۔ چنانچہ پہلے اللہ تعالیٰ ابتلاؤں میں پورے نہ اُترنے اور خدا تعالیٰ اور اس کے دین سے بدظن ہونے والوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ فَإِذَا أُوذِيَ فِي اللَّهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللَّهِ ۖ وَلَئِن جَاءَ نَصْرٌ مِّن رَّبِّكَ لَيَقُولُنَّ إِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ ۚ أَوَلَيْسَ اللَّهُ بِأَعْلَمَ بِمَا فِي صُدُورِ الْعَالَمِينَ ۝ وَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنَافِقِينَ ۝ (العنکبوت آیات ۱۱، ۱۲)

ترجمہ:۔ اور لوگوں میں سے (بعض ایسے بھی ہوتے ہیں) جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لے آئے ہیں پھر جب (ابتلاء وارد ہونے پر) اللہ کی راہ میں (لوگوں کی طرف سے) ان کو تکلیف دی جاتی ہے تو وہ لوگوں کی طرف سے اٹھائے جانے والے فتنہ کو اللہ کے عذاب کی طرح سمجھ لیتے ہیں۔ اور اگر تیرے رب کی طرف سے مدد آتی ہے (اور وہ یقیناً آ کر رہتی ہے) تو وہ کہتے ہیں (درحقیقت) ہم بھی تمہارے ساتھ تھے۔ کیا دنیا جہان کے لوگوں کے دلوں میں جو کچھ ہے اس کو اللہ اچھی طرح نہیں جانتا؟ اور اللہ ضرور ظاہر کر دیگا ان کو بھی (جو حقیقی معنوں میں) ایمان لائے اور ان کو بھی جو منافق ہیں۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر وارد ہونے والے ابتلاؤں کے دوران منکرینِ حق کے طرزِ عمل کا ذکر کرتے ہوئے بتایا ہے کہ ایسے موقعوں پر منکرینِ حق مومنوں میں سے ایسے لوگوں کو جن کے ایمان کمزور ہوتے ہیں ورغلانے کی کوشش کرتے ہیں اور اُن سے کہتے ہیں کہ تم راہِ حق کو چھوڑ کر ہمارے ساتھ آملو ہم دین اور دنیا دونوں میں تمہارا بیڑا پار کرا دیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ سراسر دھوکے پر مبنی ان کے اس طرزِ عمل کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا اتَّبِعُوا سَبِيلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطَايَاكُمْ وَمَا هُم بِحَامِلِينَ مِنْ خَطَايَاهُم مِّن شَيْءٍ ۖ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ۝ وَلَيَحْمِلُنَّ أَثْقَالَهُمْ وَأَثْقَالًا مَّعَ أَثْقَالِهِمْ ۖ وَلَيُسْأَلُنَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَمَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۝ (العنکبوت آیات ۱۳، ۱۴)

ترجمہ:۔ اور منکرین مومنوں سے کہتے ہیں تم ہمارے پیچھے چلو ہم تمہارے گناہ ضرور اٹھا لیں گے حالانکہ وہ ان کے گناہ (بالکل) نہیں اٹھا سکتے۔ وہ یقیناً جھوٹے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنے بوجھ بھی اٹھائیں گے اور اپنے سوا اور لوگوں کے بوجھ بھی اٹھائیں گے (جنہیں وہ دھوکا دیتے ہیں) اور قیامت کے دن ان سے ان کے اس افترا کے بارہ میں باز پرس ہوگی۔

ان آیات سے ثابت ہے کہ حقیقی مومن وہی ہوتے ہیں جو صبر و ثبات اور صدق و وفا کا نہایت اعلیٰ نمونہ پیش کر کے ابتلاؤں میں سے سُرخرو ہو کر نکلتے ہیں۔ وہ نہ تو نفاق اور بزدلی کا مظاہرہ کرتے ہیں اور نہ منکرینِ حق کی دھوکہ دہی کا کوئی اثر قبول کرتے ہیں۔ بالآخر تائید و نصرتِ الٰہی اُن کے شاملِ حال ہو کر انہیں فائز المرام کرنے کا موجب بنتی ہے اور یہی وہ حقیقی مومن ہوتے ہیں جن کے حق میں أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ کی عظیم الشان بشارت پوری ہو کر رہتی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رمضان المبارک کے بعض آداب

سلطان احمد پیر کوٹی

استقبال کے روزے

رمضان المبارک سے قبل یعنی شعبان کے آخری ایک یا دو دنوں کے روزے رمضان کے استقبال کے طور پر رکھنے درست نہیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے انہیں ناپسند فرمایا ہے چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

لَا يَتَقَدَّمَنَّ اَحَدُكُمْ
رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ
اَوْ يَوْمَيْنِ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ
رَجُلٌ كَانَ يَصُوْمُ صَوْمًا
فَلْيَصُمْ ذٰلِكَ الصَّوْمَ

(بخاری)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان المبارک پر تقدم اختیار کرتے ہوئے اس سے قبل ایک یا دو دن کے روزے رکھنا درست نہیں۔ ہاں اگر کوئی شخص کسی خاص دن کا روزہ رکھنے کا عادی ہے اور وہ دن رمضان سے ایک دن قبل پڑ جاتے تو اس دن روزہ رکھنے میں کوئی حرج نہیں جو لوگ استقبال کی نیت سے ایک یا دو دن قبل روزے رکھنے شروع کر دیتے ہیں۔ ان کے لئے یہ واضح تنبیہہ ہے۔ روزہ سے تبھی فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے جب شارع علیہ السلام کی ہدایات پر پورا پورا عمل کیا جائے۔ آپ نے فرمایا ہے صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهٖ ہلال رمضان دیکھ کر روزے رکھو اس سے پہلے ہلال رمضان دیکھنے سے قبل روزہ رکھنا شروع کر دینا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس واضح ارشاد کے خلاف ہے۔

رویت ہلال

رمضان المبارک کے روزے ہلال رمضان کے دیکھنے کے بعد شروع کرنے چاہئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ
لَيْلَةً فَلَا تَصُوْمُوْا حَتّٰى
تَرَوْهُ فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ
فَاَكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلَاثِيْنَ
(بخاری)

مہینہ میں انتیس راتیں ہوتی ہیں پس تم رمضان المبارک کا روزہ اس وقت تک نہ رکھو جب تک تم ہلال رمضان کو نہ دیکھ لو۔ اگر آسمان پر بادل ہیں یا دھند چھائی ہوئی ہے اور تم ہلال رمضان کو نہیں دیکھ سکے تو پھر تیس کی گنتی پوری کرو۔ اسی طرح حضرت عمرؓ سے روایت ہے

وَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُ فَصُوْمُوْا
وَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُ فَاَفْطِرُوْا
فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدِرُوْا لَهٗ

تم ہلال رمضان کو دیکھ لو تو روزہ رکھو اور جب ہلال عید دیکھ لو تو روزہ رکھنا ترک کر دو اگر تم کسی وجہ سے ہلال رمضان یا ہلال عید دیکھنے کے قابل نہیں ہو سکے مثلاً آسمان پر دھند چھائی ہوتی ہے یا بادل ہیں۔ جن کی وجہ سے چاند نظر نہیں آ سکتا تو اس کا اندازہ کر لو یعنی تیس دن کی گنتی پوری کر کے پھر روزہ رکھو یا عید مناؤ۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ آپ شعبان کی تاریخوں کو خوب یاد رکھتے اور دنوں کا شمار کرتے رہتے تا رمضان المبارک کا صحیح اندازہ ہو سکے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يَتَحَفَّظُ
مِنْ شَعْبَانَ مَا لَا يَتَحَفَّظُ
مِنْ غَيْرِهٖ ثُمَّ يَصُوْمُ
لِرُؤْيَةِ رَمَضَانَ
فَاِنْ غُمَّ عَلَيْهِ عَدَّ
ثَلَاثِيْنَ يَوْمًا ثُمَّ
صَامَ۔ (ابوداؤد)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کے دنوں کی گنتی جس طرح یاد رکھتے اس طرح دوسرے مہینوں کے دنوں کی گنتی یاد نہ رکھتے۔ پھر آپ رمضان کا ہلال دیکھ کر روزہ رکھتے۔ اگر آسمان پر دھند ہوتی یا بادل چھائے ہوتے اور آپ ہلال رمضان نہ دیکھ سکتے تو آپ تیس دن کی گنتی پوری فرماتے پھر روزہ رکھتے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو بھی اس احتیاط پر عمل کرنے کا ارشاد فرمایا ہے چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا۔

اَحْصُوْا هِلَالَ شَعْبَانَ
لِرَمَضَانَ (بخاری)

رمضان کے لئے شعبان کے دنوں کی گنتی کرو

احادیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہلال رمضان دیکھتے تو ان الفاظ میں دعا فرماتے

اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهٗ عَلَيْنَا
بِالْاَمْنِ وَالْاِيْمَانِ
وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ
رَبِّيْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ۔
هِلَالُ رُشْدٍ وَّخَيْرٍ
(ترمذی)

اے میرے خدا یہ چاند (ہلال رمضان) امن و امان اور صحت و سلامتی کے ساتھ نکلے۔ اے چاند میرا رب اور تیرا رب اللہ ہے تو خیر و برکت اور رشد و بھلائی کا چاند بن جا۔

سحری کھانا

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ روزہ دار سحری ضرور کھائے اس میں برکت ہے سحری کھانے سے روزہ نباہنے میں قوت اور مدد ملتی ہے صحت قائم رہتی ہے جسم انسانی میں اضمحلال اور ضعف پیدا نہیں ہوتا اور عبادت کی زیادہ توفیق ملتی ہے سحری نہ کھانے سے آدمی ضعیف اور ناتواں ہو جاتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں

تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِي السَّحُوْرِ بَرَكَةً
(بخاری و مسلم)

سحری کھاؤ کہ سحری میں برکت ہے نیز فرمایا۔ فَصْلُ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ اَهْلِ الْكِتَابِ اَكْلَةُ السَّحَرِ (مسلم)

اہل یہود کے روزوں اور ہمارے روزوں کے درمیان جو فرق ہے وہ سحری کھانا ہے بعض لوگ متواتر کئی کئی دن تک روزہ رکھتے چلے جاتے ہیں۔ درمیان میں سحری نہیں کھاتے اس کو شرعی اصطلاح میں "وصال فی الصوم" کہتے ہیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ فِي الصَّوْمِ (بخاری)

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے وصال فی الصوم سے منع فرمایا۔ نیز فرمایا

لَا تُوَاصِلُوْا فَاَيُّكُمْ اِذَا اَرَادَ اَنْ
يُّوَاصِلَ فَلْيُوَاصِلْ حَتَّى السَّحَرِ (بخاری)

وصال فی الصوم نہ کرو۔ یعنی متواتر بغیر سحری کھائے روزے نہ رکھو اگر تم میں سے کوئی ایسا کرنے پر مجبور ہو جائے تو وہ صرف اگلی سحری تک متواتر روزہ رکھ سکتا ہے مثلاً ایک آدمی کی سحر کے وقت آنکھ نہیں کھلتی اور وہ سحری نہیں کھا سکا تو اسکے لئے دو دن متواتر (اکٹھا) پیر اکا روزہ رکھنا جائز ہے ورنہ "وصال فی الصوم" کی عادت بنا لینا درست نہیں۔

انبیاء کرام اور اولیاء اللہ کو اللہ تعالیٰ نے بے نظیر قوتیں عطا کی ہیں وہ بعض دفعہ اللہ تعالیٰ کے اشارہ اور اس کی رضا اور خوشنودی کی خاطر ہفتوں بلکہ مہینوں متواتر روزے رکھ لیتے ہیں لیکن ان کی مثال عام آدمیوں جیسی نہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں کھلاتا اور پلاتا ہے لہٰذا وہ ظاہری طور پر کھانا نہ کھانے یا پانی نہ پینے سے کوئی کمزوری اور ضعف محسوس نہیں کرتے۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب امت کو "وصال فی الصوم" سے منع فرمایا تو بعض صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ تو "وصال فی الصوم" فرماتے ہیں۔ ان کے جواب میں آپ نے فرمایا

اِنِّيْ لَسْتُ كَاَحَدِكُمْ اِنَّ رَبِّيْ يُطْعِمُنِيْ
وَيَسْقِيْنِيْ (ترمذی)

میں تم میں سے کسی کی مانند نہیں میرا رب مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اپنی عمر میں ایک دفعہ چھ ماہ کے متواتر روزے رکھے۔ (بدر ۱۲ دسمبر ۱۹۰۲ء) یہ استثناء ہیں۔ ان کو مطمح نظر بنانا درست نہیں

روزہ کو ثواب کی خاطر اور فرض جانکر رکھنا

روزہ کی عبادت کو رسم کے طور پر نہ بجا لایا جائے بلکہ اس کو شریعت حقہ کا حکم جانتے ہوئے اور فرضیت رمضان پر اعتقاد رکھتے ہوئے خلوص قلب سے ادا کرنا چاہیئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا
غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ

جو شخص روزہ ایمان اور ثواب کی خاطر رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے پہلے سب گناہ معاف کر دیتا ہے۔

پس روزہ کی عبادت سے فائدہ اٹھانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ روزے محض نیت اور خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر بجا لایا جائے جو شخص ایسا نہیں کرتا اسے روزہ کی عبادت کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزہ پوری بشاشت سے رکھنا چاہیئے

روزہ کی عبادت پوری بشاشت سے ہونی چاہیئے کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ط

جو شخص پوری بشاشت اور شوق کے ساتھ نیکی کا کوئی کام کرتا ہے تو اس کا نتیجہ اس کے لئے بہرحال اچھا نکلیگا چاہے ابتداء میں وہ تکلیف کے ساتھ ہی ایسا کیوں نہ کرے اور آہستہ یہ نیکی اپنے نفس پر ایک رنگ میں بوجھ ہی محسوس ہو۔ عربی زبان میں تَطَوَّعَ کا لفظ اس وقت استعمال ہوتا ہے جب نفس پر بوجھ ڈال کر کسی حکم کی اطاعت کی جائے اور تکلفات سے بشاشت کا اظہار کیا جائے پس روزہ کے ذکر کے بعد مَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ کا ارشاد فرما کر اللہ تعالیٰ نے اس بات کو واضح فرمایا ہے کہ روزہ کی عبادت وہی مفید اور نتیجہ خیز ہوگی جسے بشاشت سے سرانجام دیا جائے۔ اسے اپنے اوپر بوجھ اور چٹی نہ سمجھ کر ادا کیا جائے اگر انسان بشاشت کے ساتھ اس عبادت کو بجا لائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے خیر اور برکت کے سامان پیدا کرے گا اور وہ روحانیت میں ترقی کرے گا۔

تلاوت قرآن کریم کثرت سے کی جائے

رمضان المبارک کو قرآن کریم سے خاص نسبت ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ ط رمضان کا مہینہ وہ ہے جس کے بارے میں قرآن اتارا گیا۔ یعنی رمضان کے روزوں کے احکام خاص طور پر نازل کئے گئے یا یہ کہ رمضان ایسا مہینہ ہے جس میں قرآن کریم کی وحی نازل ہونا شروع ہوئی۔ پس رمضان المبارک کا مہینہ قطع نظر دیگر برکات کے قرآنی وحی کے نزول کے آغاز کی یادگار ہے۔ اس یادگار کو صحیح طور پر منانے کیلئے ضروری ہے کہ اس ماہ میں تلاوت قرآن کریم بڑی کثرت سے کی جائے اس کے معانی پر غور کیا جائے نیز اس ماہ میں قرآن کریم سیکھنے اور سکھانے کی طرف خاص توجہ دی جائے بخاری کی ایک حدیث میں ہے کہ رمضان کے مہینہ میں حضرت جبریل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر قرآن کریم کا دور فرمایا کرتے تھے چنانچہ فرمایا:۔

كَانَ يَلْقَاهُ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ مِّنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْاٰنَ (بخاری)

جبریل علیہ السلام رمضان کے مہینہ میں ہر رات آپ کے ساتھ مل کر قرآن کریم کا دور کیا کرتے تھے

پھر ایک اور حدیث میں ہے کہ مرض الموت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمۃ الزہراءؓ سے فرمایا:۔

اِنَّ جِبْرِيْلَ كَانَ يُعَارِضُنِي الْقُرْاٰنَ فِيْ كُلِّ سَنَةٍ وَاِنَّهٗ عَارَضَنِي الْاٰنَ مَرَّتَيْنِ (زرقانی)

یعنی جبریل ہر سال رمضان کے مہینہ میں تمام قرآن کریم کا میرے ساتھ ایک دفعہ دور کیا کرتے تھے۔ مگر اس سال انہوں نے دو دفعہ دور کیا ہے اس حدیث سے یہ بات بھی نکلتی ہے کہ رمضان المبارک میں کوشش کی جائے کہ قرآن کریم کا دو دفعہ دور ہو جائے

اصلاحِ نفس

روزہ کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔ یعنی روزہ کی غرض یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کو ڈھال بنا لو اور ہر شر، برائی اور خیر کے نقصان سے محفوظ رہو۔ اگر یہ غرض روزہ سے حاصل نہیں ہوتی تو وہ روزہ روزہ نہیں۔ کیونکہ روزہ اس چیز کا نام نہیں کہ انسان سارا دن منہ بند رکھے اور کچھ کھائے پیئے نہیں بلکہ روزہ یہ ہے کہ انسان ہر روحانی نقصان اور ضرر رساں چیز سے بچے نہ جھوٹ بولے۔ نہ گالیاں دے۔ نہ غیبت کرے۔ نہ کسی سے جھگڑا کرے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا۔ اَلصِّيَامُ جُنَّةٌ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَجْهَلْ وَاِنِ امْرُؤٌ قَاتَلَهٗ اَوْ شَاتَمَهٗ فَلْيَقُلْ اِنِّيْ صَائِمٌ مَرَّتَيْنِ (بخاری)

روزہ تو ایک ڈھال ہے اس کے ذریعہ گناہوں برائیوں اور لڑائی جھگڑوں سے بچا جاتا ہے پس روزہ دار کو چاہیئے کہ وہ لغو اور بری بات زبان پر نہ لائے کسی سے جاہلیت کا سلوک نہ کرے اور اگر کوئی شخص اس سے لڑائی جھگڑا کرے یا اس کو گالیاں دے تو وہ اس کا جواب نہ دے بلکہ یہ کہدے کہ میں تو روزہ دار ہوں۔ گویا روزہ کا یہ ادب ہے کہ انسان نہ تو گالی گلوچ کرے۔ نہ لغو اور بری بات زبان پر لائے اور نہ کسی سے لڑائی جھگڑا کرے۔

ایک اور حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِيْ اَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ (بخاری)

کہ جو شخص جھوٹ کو ترک نہیں کرتا اس کا روزہ روزہ نہیں اور اللہ تعالیٰ کو حاجت نہیں کہ وہ اپنا کھانا اور پینا ترک کرے۔ یعنی اگر کوئی شخص روزے کی حقیقت سے بے خبر رہ کر محض نمائش اور ظاہرداری کا رنگ اختیار کرتے ہوئے روزہ رکھتا ہے تو اللہ کے نزدیک اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں

زُور (جھوٹ) تمام برائیوں اور گناہوں کا سرچشمہ ہے اس لئے اس کا یہاں ذکر کر دیا گیا ہے۔ اور اس سے مراد تمام وہ برائیاں ہیں۔ جن کا تعلق زبان و بیان سے ہے۔ جیسے بدکلامی۔ غیبت۔ عیب جوئی۔ بہتان طرازی طعنہ زنی وغیرہ غرض روزہ اصلاح نفس کا مہینہ ہے اگر روزہ دار اس میں کامیاب نہیں ہو سکا تو وہ یقیناً یقیناً روزہ کی غرض و غایت کو نہیں سمجھ سکا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ كَمْ مِّنْ صَائِمٍ لَيْسَ لَهٗ مِنْ صِيَامِهٖ اِلَّا الظَّمَاءُ

کتنے ہی روزہ دار ہیں کہ انہیں روزہ سے سوائے پیاس کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا پس روزہ سے حقیقی طور پر مستفید ہونا منظور ہو تو اس کے احترام کے طور پر ان تمام خصائل کا ترک کرنا ضروری ہے

زُور کے معنی مجلس غناء کے بھی ہیں لہذا گانا بجانا رقص و سرود کی مجالس میں شامل ہونا یا ریڈیو سے سارا دن گانے سنتے رہنا بھی اسی کے ذیل میں آتا ہے ان سے پرہیز لازم ہے۔

تسبیح و تحمید و تہلیل

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ

روزہ کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ تم پر اس قدر افضال انوار اور برکات نازل فرمائے گا کہ تم اس کی کبریائی پر مجبور ہو جاؤ گے پس اگر روزہ دار خلوص نیت اور حصول ثواب کی غرض سے روزہ کی عبادت بجا لاتا ہے تو اسے رمضان المبارک میں کثرت سے ذکر الٰہی کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرے۔ تسبیح کرے۔ اللہ تعالیٰ کی کبریائی بیان کرے۔ گذشتہ گناہوں کی مغفرت چاہے اور آئندہ گناہوں کے سرزد ہونے سے بچنے کی دعا مانگے اگر کوئی روزہ دار روزہ تو رکھتا ہے لیکن ذکر الٰہی کی طرف زیادہ توجہ نہیں دیتا تو وہ روزہ سے وہ فائدہ نہیں اٹھا سکتا جو اس کے نتیجہ میں مقرر کیا گیا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"روزہ دار کو یہ مدنظر رکھنا چاہیئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اسے چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تاکہ تبتل اور انقطاع حاصل ہو۔ پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے۔ دوسری روٹی کو حاصل کرے جو روح کی تسلی اور سیری کا باعث ہے اور جو لوگ محض خدا کے لئے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے انہیں چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کی حمد اور تسبیح و تہلیل میں لگے رہیں جس سے دوسری غذا انہیں مل جاوے۔"

(الحکم ۱۷ جنوری ۱۹۰۷ء)

(باقی)

قرآن کا رفیع مقام

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

"میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اس کے ظل تھے۔"

(کشتی نوح)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تعلیم القرآن کے بارہ میں

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ارشاد

"قرآن مجید روحانی علوم کا ایک انمول خزانہ ہے جس سے محرومی ابدی بدبختی کا نشان ہے۔ ۔ ۔ ۔ پس اے عزیزو! قرآن کریم کو حرز جان بناؤ۔ اسے ہمیشہ پڑھتے رہو۔ فکر اور تدبر سے اس کے مضامین سمجھنے کی کوشش کرتے رہو۔ تمام دینی اور دنیوی برکتیں اس سے حاصل کرو۔ اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْآنِ ۔ ۔ ۔ وطن کا ہر طبقہ اور ملک کا ہر گوشہ اس نور کا محتاج ہے۔ (الفضل ۱۵ مارچ ۱۹۶۶ء)

احباب اس قیمتی خزانہ سے بہرہ ور ہوتے رہیں۔

ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد (تعلیم القرآن) ربوہ

حقوق العباد کی ادائیگی اور احباب جماعت

حقوق العباد کی ادائیگی مومن کا ایک اہم فریضہ ہے جسے بہرحال ادا کرنا چاہیئے بالخصوص جماعت احمدیہ کے احباب کو تو خاص طور پر اس بارے میں کوشش کرنی چاہیئے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام احباب پر حقوق العباد کی اہمیت واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"میں دیکھتا ہوں کہ جس تعلیم اور درجہ تک خدا تعالیٰ پہنچانا چاہتا ہے اس میں ابھی بہت کمزوری ہے، صرف دعویٰ ہی نہ ہونا چاہیئے کہ ہم ایمان دار ہیں بلکہ اس ایمان کو طلب کرنا چاہیئے جسے خدا تعالیٰ چاہتا ہے۔ بھائیوں کے حقوق اور ہمسائیوں کے حقوق کو شناخت کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ زبان سے کہہ لینا کہ ہم جانتے ہیں بے شک آسان ہے۔ مگر سچی ہمدردی کو برت کر دکھلانا مشکل ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ تمام حرکات واعمال و افعال کے لئے ایمان مثل ایک انجن کے ہے۔ جب حقیقی ایمان ہوتا ہے تو سب حقوق خود بخود نظر آجاتے ہیں اور بڑے بڑے اعمال اور ہمدردی انسان خود بخود کرنے لگتا ہے۔"

(البدر ۲۱ اگست ۱۹۰۳ء)

ناظر اصلاح و ارشاد

خارش توڑ مرہم
جلدی امراض کا شافی علاج
ہاضمون رجسٹرڈ
پیٹ کی تمام بیماریوں کے لئے
فی پیکٹ ۲۰ پیسے
تیار کردہ
نصرت کیمیکل ورکس دواخانہ گولبازار ربوہ

جدید فیشن کے مطابق سادہ جڑاؤ سیٹ
سونے اور چاندی کے خوشنمائی سیٹ و برتن کے لئے
فرحت علی جیولرز کمرشل بلڈنگ مال روڈ لاہور
فون ۵۲۶۲۳

ہر قسم کی عمارتی لکڑی کیلئے
پاک ٹمبر ۲۵ نیو ٹمبر مارکیٹ راوی روڈ لاہور
فون ۶۲۶۱۸ کو ہمیشہ یاد رکھیں

تقرر حفاظ برائے نماز تراویح ۱۹۷۴ء

۱۔ مسجد مبارک ربوہ۔	قاری حافظ محمد عاشق صاحب۔
۲۔ دارالرحمت وسطی " ۔	حافظ بشارت احمد صاحب۔
۳۔ " غربی " ۔	" سمیع اللہ صاحب۔
۴۔ دارالعلوم " ۔	" محمود احمد صاحب۔
۵۔ فیکٹری ایریا " ۔	" ماسٹر سعد اللہ صاحب۔
۶۔ دارالبرکات " ۔	" مسعود اقبال صاحب۔
۷۔ دارالذکر لاہور۔	" محمد شریف صاحب بھیردی۔
۸۔ لاہور چھاؤنی۔	صاحبزادہ محمد طیب لطیف صاحب۔
۹۔ دھرم پورہ لاہور۔	حافظ عطاء الحق صاحب۔
۱۰۔ ماڈل ٹاؤن " ۔	" اللہ یار صاحب۔
۱۱۔ شالامار ٹاؤن " ۔	" محمد اشرف صاحب۔
۱۲۔ وحدت کالونی " ۔	" مسعود احمد صاحب۔
۱۳۔ راولپنڈی۔	" عزیز احمد صاحب چنیوٹی۔
۱۴۔ کھاریاں ضلع گجرات۔	" عبدالرشید صاحب۔
۱۵۔ شیخوپورہ۔	" محمد یوسف صاحب۔
۱۶۔ ساہیوال۔	" مبارک احمد صاحب۔
۱۷۔ گوجرخان۔	" محمد ابراہیم صاحب۔
۱۸۔ وزیر آباد۔	" علم دین صاحب۔
۱۹۔ لائل پور۔	" محمد اکرم صاحب حفیظ۔
۲۰۔ نوشہرہ۔	قریشی محمد حنیف صاحب قمر۔
۲۱۔ موسے والا ضلع سیالکوٹ۔	حافظ محمد اسماعیل صاحب۔
۲۲۔ چک ۱۴۷ ضلع لائل پور۔	" ماہی صاحب۔
۲۳۔ خوشاب۔	" محمد یعقوب صاحب۔
۲۴۔ دہلی دروازہ لاہور۔	" رفیق احمد صاحب گجراتی۔
۲۵۔ موہلن کے ضلع گوجرانوالہ۔	" مقبول احمد صاحب۔
۲۶۔ پیرکوٹ ثانی تحصیل حافظ آباد	" شریف احمد صاحب آف بھیرہ۔

(ناظر اصلاح و ارشاد)

شہزین ❊ شہزین ❊ شہزین
مرض اٹھرا کی مؤثر ترین دوائی
حکیم نظام جان اینڈ سنز
گوجرانوالہ ❊ ٹنڈو محمد خان ❊ گولبازار ربوہ
فون نمبر ۶۳۸ ۔ دوائی منگوانے اور معائنہ کروانے کا انتظام گول بازار ربوہ میں بھی شروع کیا گیا ہے۔

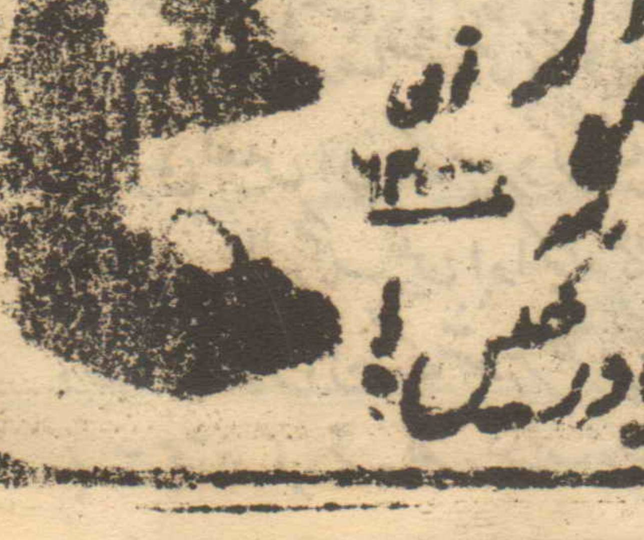
ہر قسم کا سامان سائنس اور اچھی بزرگوں پڑھنے کیلئے
الائیڈ سائنٹیفک سٹور
گنپت روڈ لاہور کو ہمیشہ یاد رکھیں!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدا تعالیٰ کے حقیقی عبد بننے اور اس کی رحمتوں اور بشارتوں کے وارث بننے کی راہیں

احباب جماعت کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نہایت پُرسوز و پُر درد نصائح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبۂ جمعہ فرمودہ ۱۹ اپریل ۱۹۶۸ء میں قول احسن کی پیروی کی اہمیت واضح کرتے ہوئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض نہایت ہی پُرسوز و پُر درد نصائح بھی پڑھ کر سنائیں۔ چنانچہ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا:-

"اس وقت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض حوالے آپ دوستوں کے سامنے پڑھنا چاہتا ہوں تا آپ یہ سمجھیں کہ آپ (علیہ السلام) کے دل میں کس قدر درد اور تڑپ تھی ان باتوں کے متعلق اور کس قدر تربیت کرنا چاہتے تھے آپ اپنی جماعت کے افراد کی اور کس طرح بار بار اور مختلف طریق سے آپ نے جماعت کو اس طرف متوجہ کیا ہے کہ اگر خدا کے حقیقی عبد اور بندے بننا چاہتے ہو اور اس کی رحمتوں کے وارث بننا چاہتے ہو اُن وعدوں اور بشارتوں کے وارث بننا چاہتے ہو جو آپ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو دی ہیں تو تمہیں کن راہوں کو اختیار کرنا چاہئیے۔ آپ فرماتے ہیں:-

"خبردار رہو نفسانیت تم پر غالب نہ آوے ہر ایک سختی کی برداشت کرو۔ ہر ایک گالی کا نرمی سے جواب دو تا آسمان پر تمہارے لئے اجر لکھا جاوے۔"

"یاد رکھو کہ ہر ایک جو نفسانی جوشوں کا تابع ہے ممکن نہیں کہ اس کے لبوں سے حکمت اور معرفت کی بات نکل سکے بلکہ ہر ایک قول اس کا فساد کے کیڑوں کا ایک انڈا ہوتا ہے بجز اس کے اور کچھ نہیں۔ پس اگر تم رُوح القدس کی تعلیم سے بولنا چاہتے ہو تو تمام نفسانی جوش اور نفسانی غضب اپنے اندر سے باہر نکال دو تب پاک معرفت کے بھید تمہارے ہونٹوں پر جاری ہوں گے اور آسمان پر تم دُنیا کے لئے ایک مفید چیز سمجھے جاؤ گے اور تمہاری عمریں بڑھائی جائیں گی تمسخر سے بات نہ کرو اور ٹھٹھے سے کام نہ لو۔ اور چاہئیے کہ سفلہ پن اور اوباش پن کا تمہارے کلام میں کچھ رنگ نہ ہو تا حکمت کا چشمہ تم پر کھلے۔ حکمت کی باتیں دلوں کو فتح کرتی ہیں لیکن تمسخر اور سفاہت کی باتیں فساد پیدا کرتی ہیں۔ جہاں تک ممکن ہو سچی باتوں کو نرمی کے لباس میں بتاؤ تا سامعین کے لئے موجب ملال نہ ہوں۔ جو شخص حقیقت کو نہیں سوچتا اور نفسِ سرکش کا بندہ ہو کر بدزبانی کرتا ہے اور شرارت کے منصوبے جوڑتا ہے وہ ناپاک ہے اس کو کبھی خدا کی طرف راہ نہیں ملتی اور نہ کبھی حکمت اور حق کی بات اس کے مُنہ پر جاری ہوتی ہے۔ پس اگر تم چاہتے ہو کہ خدا کی راہیں تم پر کھلیں تو نفسانی جوشوں سے دُور رہو اور کھیل بازی کے طور پر بحثیں مت کرو کہ یہ کچھ چیز نہیں اور وقت ضائع کرنا ہے۔ بدی کا جواب بدی سے مت دو، نہ قول سے نہ فعل سے، تا خدا تمہاری حمایت کرے اور چاہئیے کہ دردمند دل کے ساتھ سچائی کو لوگوں کے سامنے پیش کرو نہ ٹھٹھے اور ہنسی سے۔ کیونکہ مُردہ ہے وہ دل جو ٹھٹھا ہنسی اپنا طریق رکھتا ہے۔ اور ناپاک ہے وہ نفس جو حکمت اور سچائی کے طریق کو نہ آپ اختیار کرتا ہے اور نہ دوسروں کو اختیار کرنے دیتا ہے۔ سو تم اگر پاک علم کے وارث بننا چاہتے ہو تو نفسانی جوش سے کوئی بات مُنہ سے مت نکالو کہ ایسی بات حکمت اور معرفت سے خالی ہو گی اور سفلہ اور کمینہ لوگوں اور اوباشوں کی طرح نہ چاہو کہ دشمن کو خواہ ہتک آمیز اور تمسخر کا جواب دیا جائے بلکہ دل کی راستی سے سچا اور پُر حکمت جواب دو تا تم آسمانی اسرار کے وارث ٹھہرو۔"

(نسیم دعوت صفحہ ۴-۵،
روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۳۶۴-۳۶۶)

اِسی طرح جو منکر اور مخالف اور گندہ دہنی سے کام لینے والے اور انتہائی بدزبانی کرتے ہوئے گالیاں دینے والے ہیں ان کے متعلق آپ فرماتے ہیں:-

"میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ ان کو مناسب ہے کہ ان کی (دشمنوں کی) گالیاں سُنکر برداشت کریں اور ہرگز ہرگز گالی کا جواب گالی سے نہ دیں کیونکہ اس طرح پر برکت جاتی رہتی ہے۔ وہ صبر اور برداشت کا نمونہ ظاہر کریں اور اپنے اخلاق دکھائیں یقیناً یاد رکھو کہ عقل اور جوش میں خطرناک دشمنی ہے۔ جب جوش اور غصہ آتا ہے تو عقل قائم نہیں رہ سکتی۔ لیکن جو صبر کرتا ہے اور بُردباری کا نمونہ دکھاتا ہے اس کو نور دیا جاتا ہے جس سے اس کی عقل اور فکر کی قوتوں میں ایک نئی روشنی پیدا ہو جاتی ہے اور پھر نور سے نور پیدا ہوتا ہے غصہ اور جوش کی حالت میں چونکہ دل و دماغ تاریک ہوتے ہیں اِس لئے پھر تاریکی سے تاریکی پیدا ہوتی ہے۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۱۸۰)

(الفضل ۴ مئی ۱۹۶۸ء
صفحہ ۳)

محترمہ اہلیہ صاحبہ محترم حکیم عبدالرحمٰن شاہ صاحب صحابی کی وفات

محترمہ فاطمہ بی بی صاحبہ اہلیہ محترم حکیم عبدالرحمٰن شاہ صاحب صحابی محلہ دارالرحمت غربی ربوہ مورخہ ۱۲/۹/۷۴ بوقت ساڑھے چھ بجے صبح بعمر ۸۰ سال وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

نماز جنازہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے محترم مولانا عبدالمالک خان صاحب نے اسی روز مسجد مبارک میں عصر کی نماز کے بعد پڑھائی۔ آپ موصیہ تھیں اس لئے مقبرہ بہشتی میں دفن ہوئیں۔ تدفین کے بعد محترم مولانا غلام باری صاحب سیف نے دعا کرائی۔

مرحومہ گوناگوں خوبیوں کی مالک تھیں۔ آپ نے ۱۹۱۸ء میں بیعت کی۔ اپنی زندگی کا بیشتر حصہ ہمارے گاؤں غوث گڑھ ضلع لدھیانہ میں گذارا۔ ۱۹۲۵ء میں حضرت منشی عبداللہ صاحب سنوری رضی اللہ عنہ غوث گڑھ سے قادیان ہجرت فرما گئے تو حضرت تائی صاحبہ (اہلیہ صاحبہ حضرت عبداللہ صاحب سنوری) گاؤں میں بچیوں کو قرآن کریم پڑھانے کا کام جو وہ خود سرانجام دیا کرتی تھیں ان کے سپرد کر گئیں۔ قرآن کریم کی تدریس کا کام اور بچیوں کی تربیت کا فریضہ اعلیٰ رنگ میں ادا کیا۔ گاؤں کے سب چھوٹے بڑے مرحومہ کے ساتھ ان کی بزرگی کی وجہ سے اور ان کے شوہر محترم حکیم عبدالرحمٰن شاہ صاحب صحابی کی نیکی اور تقوےٰ کی بنا پر بہت محبت کرتے تھے۔ احباب مرحومہ کی بلندئ درجات کیلئے دعا کریں۔ (محمد ابراہیم دارالصدر جنوبی ربوہ)

ایشیائی کھیلوں میں پاکستان کی ہاکی ٹیم نے ہندوستان کو ہرا دیا

پاکستان نے دو گول کئے بھارت کوئی گول نہ کر سکا

تہران ۱۵ ستمبر۔ پاکستان کی ہاکی ٹیم نے آج ایشیائی کھیلوں میں ہندوستان کی ٹیم کو صفر کے مقابلہ میں دو گول سے ہرا کر اپنا ایشیائی چیمپئن ہونے کا اعزاز برقرار رکھا۔ آج دوبارہ کھیلے گئے میچ میں بھی پاکستانی کھلاڑیوں نے شاندار کھیل کا مظاہرہ کیا اور شروع سے آخر تک ہندوستانی ٹیم پر اپنی برتری قائم رکھی۔ پاکستان کی طرف سے پہلا گول منظور نے کھیل کے پہلے ہاف ٹائم کے پانچویں ہی منٹ میں پنلٹی کارنر پر کیا جب کہ دوسرا گول ہاف ٹائم کے بعد گیارھویں منٹ میں منورالزمان نے پنلٹی کارنر پر ہی کیا۔ پاکستانی ٹیم کے شہناز، اعظم، سمیع اللہ اور اصلاح آج بھی کھیل پر چھائے رہے اور بھارت کے دفاع کو اپنے تابڑ توڑ حملوں سے نیم مُردہ بنا دیا۔ پاکستان کے دفاعی کھلاڑیوں نے بھی شاندار کھیل کا مظاہرہ کیا۔ بھارتی کمنٹریٹروں نے بھی یہ تسلیم کیا کہ پاکستان کا دفاع ناقابل تسخیر ہے۔

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴